سلسلہ اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن نمبر ۸

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

خطبہ

در ذکر میلاد مبارک حضرت سرور کائنات مفخر موجودات رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ
محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی
مصنف حکمت علمی الانسان وغیرہ ممبر انجمن ترقی اردو علیگڈہ و مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۳۱ ہجری

بہ اہتمام مولوی ابوالوفا سید رحیم اللہ حسینی صاحب بختیاری مولوی فاضل مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم

مطبع انتخاب دکن حیدرآباد میں طبع ہوا

سلسلہ اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن نمبر ۸

اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللہِ الاِسلَام

خطبہ

در ذکر میلاد مبارک حضرت سرور کائنات مفخر موجودات رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم

مصنفہ

محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی

مصنف حکمت علمی و الانسان وغیرہ ممبر انجمن ترقی اردو علیگڈھ و مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن



سنہ ۱۳۳۱ ھجری

بہ اہتمام مولوی ابوالوفا سید نعیم اللہ حسینی صاحب بختیاری مولوی فاضل مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم

مطبع اختر دکن حیدرآباد میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

زمانہ جاہلیت مین بھی عرب ایک فصیح اللسان قوم تھی جو ہر ایک مجمع مین اپنی تیغ زبان کے جوہر دکھاتی تھی، اسلام کی جوہر شناسی دیکھئے کہ اوس نے اس قدرتی قابلیت کو روکا نہین بلکہ اوسکی رو بدل دی اور جو زبانین بیجا فخر و مباہات کے گیت گایا کرتی تھین وہ ہر موقعہ پر خداے ذوالجلال کی حمد و نعت کی نغمہ سنجی کرنے لگین جمعہ عیدین اور نکاح کی مجلس کے خطبے اوسی وقت کی یادگار ہین۔ اسلام کی اس دیرینہ رسم کو زندہ کرنے کے لئے ربیع الثانی ۱۳۳۱ کی اٹھائیسوین تاریخ میری چھوٹی لڑکی طاہرہ بیگم کی بسم اللہ کے موقعہ پر جب احباب و عزیز جمع ہوئے تو مین نے یہہ خطبہ پڑہا تھا جسمین مذہب اسلام کے محاسن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی مختصراً بیان کئے تھے۔ خطبہ ایسا مقبول ہوا کہ اوس کے بعد احباب نے کئی مجلسون مین پڑھوایا۔ اور مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن نے اپنے سلسلہ مین داخل کرکے شایع کرنا پسند کیا۔

مین اپنے استادون حضرت مولانا حافظ اخوند محمد عمر صاحب اور نواب مولوی بشیر الدین احمد خان صاحب کا شکر گزار ہون کہ انہون نے اسکا مسودہ ملاحظہ فرما کر ضروری اصلاحین فرمائین۔

برادران اسلام سے امید ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائین گے۔ اور مصنف کو دعاءخیر سے یاد فرمائین گے۔

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ
حیدر آباد دکن

محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

صاحبو!

گزشتہ دس بارہ سال مین دلی آنے کا اتفاق توکئی بار ہوا۔ لیکن تنگی وقت کے سبب تمام احباب سے ملاقات نہین ہوسکتی تھی۔ مین آپ صاحبان کا ممنون ہون کہ آپ نے اپنی تشریف آوری سے آج مجھے عزت بخشی وقت کو دلچسپی سے گزارنے کیلئے کچھ باتین بھی کرنی چاہئین۔ لیکن کیسی باتین وہ باتین نہین جنکی جوابدہی یوم حساب کرنی پڑے۔ بلکہ ایسی باتین جو ہماری اصلاح حال کیلئے مفید ہون۔

انسان کے جیسے حالات ہون ویسے ہی اوس کے خیالات ہوتے ہین خوش حالی اور تندرستی کے زمانہ مین عیش وطرب کے خیالات زیادہ آتے ہین

لہ تمام تعریف اسی اللہ کو سزاوار ہے کہ جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے (سب) اوس کا ہے اور آخرت مین بھی اوسی کی تعریف ہے اور وہی حکمت والا اور باخبر ہے۔

بیماری اور مصیبت کے زمانہ میں مصیبت دفع کرنے اور تدابیر صحت کا خیال بہت آیا
کرتا ہے مسلمان من حیث القوم بیمار ہیں اور بیمار بھی جان بلب۔ انکا مرض ہے
سچا اور یہ احکام خداوندی سے غفلت اور ارتکاب معصیت۔ اسلئے ان کے
ہر جلسہ میں خواہ بڑا ہو یا چھوٹا مجلسی ہو یا تمدنی یا سیاسی سوائے اس کے اور کیا
ذکر ہو سکتا ہے کہ مرض کی دوا حصول صحت کا نسخہ شفایابی کی تدبیر یعنے اصلاح
حال معاش و معاد کی تدابیر پر غور کیا جائے۔ مرض معصیت ہے تو علاج اس کے
سوا اور کیا ہوگا کہ سب ملکر اللہ اللہ کریں۔

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ

اور ہم مسلمانوں کا اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ کوئی مددگار

لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد حاصل کرنیکے لئے ہم کو اپنے تئیں اس قابل بنانا چاہئے
کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت نازل کرے ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تمام
کائنات میں ایک منتظم اور نا متغیر قانون جاری کر رکھا ہے اور تمام واقعات
اوس قانون اور انتظام کے موجب صادر ہوتے ہیں۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔

یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور اے پیغمبر تم اللہ کے
دستور میں کبھی تغیر و تبدل ہوتا ہوا نہ پاؤ گے۔

۱ سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

جسطرح سورج اور چاند کا طلوع وغروب اور رات اور دن کا ظہور مقررہ قاعدون کے بموجب ہوتا ہے اسیطرح قومون کی ترقی اور تنزل کے بھی خاص خاص قواعد ہین اور جبتک کوئی قوم اون اصول پر کاربند نہ ہو جو انسانون کو ترقی اور عروج پر پہونچاتے ہین وہ دنیا مین قائم نہین رہ سکتی۔

کائنات کی تمام چیزین بتدریج پیدا ہوتی اور بتدریج فنا ہوتی ہین لیکن اُنپر اوسوقت تک زوال نہین آتا۔ جب تک کہ اون مین سے وہ صلاحیت وہ قوت گم نہ ہوجاے جو اونکی بقا کے لئے ضروری تھی۔ انسان کبھی بڈہا نہ ہو نہ وہ کبھی مرے اگر اوس کے جسم و قوا مین تحلیل و ترکیب کا انتظام خراب نہ ہو یا اوسکا مزاج اعتدال شخصی سے نہ ہٹے کوئی قوم فنا نہ ہو اگر وہ اپنی اوس قابلیت اور صلاحیت کو قائم رکھے جس نے اوسکو معراج ترقی پر پہونچایا تھا۔

ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

اللہ بدلتا نہین وہ نعمت جو ایک قوم کو دی تھی جب تک وہ اپنی صلاحیت کو نہ بدلین۔

پس اگر ہم دیکھتے ہین کہ اندلس (اسپین) مین جہان سات سو برس تک مسلمانون کی سلطنت رہی اور جس زمین سے بڑے بڑے علما و فضلا پیدا ہوئے جہان مسلمانون کی تہذیب و تمدن کا آفتاب سیکڑون برس نصف النہار پر رہا۔ وہان اسوقت ایک شخص بھی نہین ہے جو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا کہنے والا ہو۔ اگر ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت

مٹ گئی اور یہان مسلمانون کی چند صورتین صرف اس سبب سے دکہائی دیتی ہین کہ
جونئی گورنمنٹ قائم ہوئی (اور مین صاف صاف کیون نہ کہون برٹش گورنمنٹ نے)
اونکو ملک سے خارج کرنا نہین چاہا۔ اگر ہم دیکہتے ہین کہ یورپ مین ترکون کا آفتاب
اقبال غروب ہو رہا ہے۔ اور جو ملک اون کے بزرگون نے بیش بہا خون
بہا کر لئے تھے وہ اونکی ناقابلیت سے نکلے جاتے ہین۔ اگر ہم دیکہتے ہین کہ
روس حج جاپان سے چپہ بہر زمین نہین چھین سکا ایران و ترکستان کے علاقے
بے تامل غصب کر رہا ہے۔ غرض جب ہم دیکہتے کہ یہ زمین جسکو اسلام کے زیر
حکومت ہونے کا فخر تہا آج مسلمانون پر تنگ ہوتی جاتی ہے۔ تو ہمکو ماننا پڑتا ہے
کہ مسلمانون مین سے ضرور کوئی ایسا جوہر کوئی ایسی قابلیت کم ہوگئی ہے جو اونکو
سرداری کے رتبہ سے گرا رہی ہے۔ اور اس زمانہ کی حالت پر غور کرنے سے
ہمکو اس مقولہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ "مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب"۔

قانون قدرت کہین لکہا ہوا نہین ہے لیکن مظاہر قدرت مین ہم اوسکو دیکہتے
ہین۔ ہم دیکہتے ہین کہ یہ قانون قدرت ہے کہ زور آور کمزور کو مٹانے اور فنا کرنے کی
کوشش کرتا ہے بلی چوہے کو کہا جاتی ہے کتا بلی کو پہاڑ ڈالتا ہے اور کتے کو
چرخ کہا لیتا ہے مکڑی مکہی کا شکار کرتی ہے۔ باز اور بہری کبوتر کا شکار کرتے ہین
شیر جنگلی جانورون کو کہا جاتا ہے اور انسان شیر کو ہلاک کرتا ہے۔ اسطرح جو انواع
اپنی حفاظت نہین کر سکتے وہ رفتہ رفتہ مٹتے جاتے ہین۔ انسان اس قانون سے
مستثنے نہین ہے۔ جو قوم تنازع البقا کے میدان مین اپنے تئین قائم نہین رکہہ سکتی
وہ عاد و ثمود کی طرح مٹ جاتی ہے یہودی فنا کے کنارے پر آ لگے ہین مسلمانونکا

اللہ نگہبان ہے۔

میرے دوستو! ہم فخر بنی آدم تھے۔ لیکن آج نصاریٰ اور یہود ہم پر ہنستے ہین۔ اسکی صرف یہہ وجہہ ہے کہ تنازع البقا کی جنگ مین ہم ہار رہے ہین اور اس شکست کی علت یہہ ہے کہ ہمکو نوامیس فطرت کا کما حقہ علم نہین ہے اور احکام الٰہی کی ہم پابندی نہین کرتے اسلام نے ہمکو یہہ نہین سکہایا کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہین اور کاہلی اور تن آسانی اختیار کرکے وحشیون کا شکار ہو جائین۔ یہہ نہین کہا کہ خودغرضی اور نفس پرستی شیوہ کرکے اپنی قومی ہستی کو مٹائین۔ بلکہ یہہ تعلیم دی کہ سعی و کوشش جد وجہد اختیار کرین اور نہ صرف شخصی بقا بلکہ قومی بقا کے لئے جان کہپائین:-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے اللہ کی راہ مین ہجرتین بھی کین اور جہاد بھی کئے۔ یہی ہین جو خدا کی رحمت کی آس لگائے بیٹھے ہین اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ۔

جو لوگ ایمان لائے اور (دین کے لئے) انہون نے ہجرت کی

اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کئے یہہ لوگ اللہ کے ہان درجے مین کہین بڑہ کر ہین اور یہی ہین جو منزل مقصود کو پہونچنے والے ہین۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

بس سچے مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اوس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک (وشبہہ) نہ کیا اور اللہ کے رستے مین اپنی جان و مال کوشش کی (حقیقت مین) یہی سچے (مسلمان) ہین۔

یہہ ظاہر ہے کہ ہجرت اور جان اور مال سے جہد و سعی جن کے ایسے اجر ہین قومی بقا اور قومی ترقی ہی کے لئے ہو سکتے ہین۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہین کہ مسلمان نفس پرستی مین گرفتار ہین۔ جب ہم دیکھتے ہین کہ خود مسلمانون کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر بنانے اور اسلام سے خارج کرنے مین تامل نہین کرتا۔ جب ہم دیکھتے ہین کہ مسلمان اپنے ہی بھائیون کی بیخ کنی مین مصروف ہین تو ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ مسلمانون نے قرآن شریف کے احکام اور اوس پیغمبر کے ارشاد کو بھلا دیا ہے جو ہر موقعہ پر اُمتی اُمتی فرمایا کرتا تھا۔

کیا ہماری یہہ بدقسمتی نہین ہے کہ اللہ تعالی تو ہم پر اتنا مہربان ہو کہ ہماری ہدایت کیلئے اپنا ایسا پیارا پیغمبر بھیجے جس کی نسبت خود

ارشاد فرماتا ہے

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

"لوگو! تمہارے پاس تم ہی مین کے ایک رسول آئے ہین - تمہاری تکلیف انپر شاق گزرتی ہے اور اون کو تمہاری بہبود کا ہوکا ہے - (اور) مسلمانون پر نہایت درجے شفیق (اور) مہربان ہین"

اور ہمارا یہہ حال ہے کہ نہ اوس پیغمبر کے حالات سے کما حقہ آگاہی ہے نہ اوسکی تعلیم کا علم -

میرے اس خطبہ کا بڑا مقصد یہی ہے کہ مین اوس پیغمبر کی جسکی شان مین خدا نے وما ارسلناك الا رحمتہ للعالمین فرمایا ہے کچھہ حالات بیان کرون -

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے -

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

اے لوگو یہہ رسول (یعنے محمدؐ) تمہارے پاس مالک کیطرف سے سچی بات لیکر آیا ہے - اوسپر ایمان لاؤ - یہہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم نہ مانو تو اللہ تعالےٰ کا ہے جو کچھہ آسمانون اور زمینون مین ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ حسب ضرورت لوگون مین پیغمبر مبعوث فرمایا کرتا ہے جو ایسی شریعت جاری کرتے ہین جو لوگون کی اصلاح حالت کے موافق ہو۔ پیغمبر اور شریعت دو اصطلاحی لفظ ہین جن کی حقیقت کو پہلے سمجھ لینا چاہئے۔

آپ صاحبون مین سے جن لوگون نے انسانون اور اونکی طبائع پر غور کیا ہوگا اون کو یہہ بات معلوم ہوئی ہوگی کہ جمادات و نباتات یا عالم حیوانات کی طرح تمام انسان نہ ایک سی خصلت ایک سی عادت ایک سی اخلاق رکھتے ہین اور نہ ایک ہی انسان اپنی ابتدا عمر سے لیکر آخر تک ایک ہی روش ایک ہی طریقہ ایک ہی خیال اور رائے پر قائم رہتا ہے ہم ہزارون ایسے آدمیون کو دیکھتے ہین جو اوائل عمر مین خراب۔ بدچلن بدمعاملہ تھے۔ لیکن آخر مین نہایت نیک۔ نہایت شریف اور سعید بن گئے ایسے بھی دکھائی دیتے ہین جو ابتدا مین نیک رویہ اور خدا پرست تھے۔ لیکن بعد مین بد رویہ اور گمراہ ہوگئے۔ غرض ہر ایک مثال سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان مین تغیر حالت بہت آسانی سے ہوتا اور ہوسکتا ہے اور نہ صرف انسان کی خصوصیات طبعی بلکہ اسباب خارجی بھی انسان کی حالت عادت اور رویہ پر بہت اثر ڈالتے ہین۔ چونکہ انسان دنیا مین اشرف مخلوقات اور افضل کائنات ہے۔ اس سبب سے جو اعمال اوس سے صادر ہون گے اونکا اثر بھی دنیا کے امن آسائش فلاح پر زیادہ وسیع زیادہ پائدار اور زیادہ نتیجہ خیز ہوگا۔ آپ دیکھتے ہین کہ جب انسان

اصول مکارم اخلاق کے پابند رہتے اور باہم انتظام اور تمدن کو قائم رکھنا
چاہتے ہین تو ملک مین کیسی سرسبزی اور کیسی خوشحالی نظر آتی ہے۔ لیکن
جب یہی لوگ اپنی قوت بہیمی وسبعی سے کام لیتے ہین تو ملک ویران شہر برباد
خلقت پریشان ہوجاتی ہے۔ اور عباد اللہ کے خون پانی کی طرح بہہ جاتے
ہین۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کیجیے کہ تمام انسانون کی خصلت مین ناخدا
ترسی خونریزی اور جنگ وجدال کی قوت زیادہ بڑھ جائے تو دنیا کا کیا
حال ہو۔ بربادی۔ فنا۔ پریشانی۔ ویرانی سارے عالم مین پھیل جائے۔
انسانون کی جبلّت اور عادت سے یہ بات بعید نہین ہے کہ وہ دنیا مین خون کی
ندیان بہاتے اور گناہ ومعصیت پھیلاتے پھرین۔ تاریخ شاہد ہے کہ سیکڑون
برس تک اس ہی بنی نوع انسان نے جو تہذیب وتمدن کی دعویدار رہے
دنیا کے امن مین خلل ڈالا ہے۔ اور شقاوت ومعصیت کا کوئی کام نہین چھوڑا
لیکن دنیا کی خوش قسمتی سے بعض قدرتی اسباب ایسے پیدا ہوتے رہے
ہین جو ان درندہ خصلت انسانون کی طبیعت کی باگ موڑ دیتے ہین۔ انسانونکی
خوش قسمتی سے اونکی طبیعت مین اثرپذیر مادہ ہے اوسکی روحبطرح برائی کیطرف
پھرجاتی ہے اسیطرح بھلائی اور صداقت کی جانب بھی مڑجاتی ہے۔ اور
یہی اوسکی نجات کا ذریعہ ہے۔ خداوند تعالے جو بے انتہا قادر اور بے انتہا
منصف اور رحیم ہے اون مین کوئی ایسا شخص پیدا کردیتا ہے جو اوس قوم کو
اون کی غلطیون پر تنبیہ کرتا اور اون کو راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے۔
وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ اور اللہ جس کو چاہتا ہے

اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے" اصطلاح مین اس شخص کو پیغمبر کہتے ہین
جو وحی الٰہی سے مستفیض ہوتا۔ اور لوگون کو خدا کی مرضی سے آگاہی دیتا ہے
یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ ایسے لوگون مین جو گمراہی اور ضلالت مین پھنسے
ہوئے ہو کوئی ایسا شخص پیدا ہو جو اون خیالات سے مبرا اور سراپا نیکی
اور خوبی ہو جیسے آذر بت تراش کے ہان حضرت ابراہیم پیدا ہوئے
ہم آج کل بھی دیکھتے ہین کہ بعض لوگ بہت اچھا شعر کہتے ہین اگرچہ اُنکے
خاندان مین کوئی شاعر نہوت اور جب اللہ تعالے کسی شخص کو ممتاز فرمانا
چاہتا ہے تو ملکات شریفہ اوسکی طبیعت مین خاص طور پر پیدا کر دیتا ہے
اور چونکہ وہ شخص عقل سلیم رکھتا ہے وہ واقعات کا صحیح طور پر اندازہ کرتا اور
مقدمات سے صحیح نتائج نکالتا ہے۔ اس طرح اپنی قوم کے اعمال پر
جب وہ غائر نظر ڈالتا ہے تو اوسکو بڑی خرابیان نظر آتی ہین۔ اور وہ نہ
صرف خود اون سے پرہیز کرتا ہے بلکہ دوسرون کو بھی اون سے منع
کرتا ہے اور جب اوسکی ساتھہ وحی کی تعلیم شامل ہوتی ہے جو خاص فیضان
الٰہی ہے اور انبیا علیہم السلام کے سوا دوسرون کا حصہ نہین ہے تو
اسکا ہر قول مرضی الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور اوسکی تعلیم شریعت کہلاتی
ہے۔ جب تک لوگ اوس شریعت پر چلتے ہین اون کی حالت درست
رہتی ہے اور جب اونمین گمراہی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اون کی حالت اونکو
خراب اور برباد کرنے والی ہو جاتی ہے اور پھر دوسرا پیغمبر مبعوث ہوتا ہے
جو اون کو اوامر و نواہی شریعت کی تعلیم دیتا اور اون کی حالت کی اصلاح

کرتا ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔

جیسا بھیجا ہم نے تم مین رسول تم ہی مین کا۔ جو ہماری آیتین تمکو پڑھ کر سناتے اور تمہاری اصلاح کرتے اور تم کو کتاب اور عقل کی باتین سکہاتے۔ اور تمکو ایسی ایسی باتین بتاتے جو پہلے سے تم کو معلوم نہ تھین۔

آج سے چودہ سو برس پہلے کی تاریخ اٹھاکر دیکھو اوس زمانہ کے لوگون کے عادات اطوار اخلاق معاشرت خیالات اور معتقدات مذہبی کا مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا کہ اوس زمانہ مین جہالت تاریکی خونریزی بے حیائی گمراہی شرک و کفر کی کثرت تہی۔ اتنا وقت نہین ہے کہ مین چند تاریخی شہادتین بیان کرسکون۔ روما۔ فارس۔ عرب۔ کی تاریخ اٹھاکر دیکھہ لو اور اوس زمانہ کی حالت کا پتہ چلاؤ تو معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین ایسے پیغمبر کے مبعوث ہونے کی ضرورت تھی جو ادن خرابیون کا استیصال کرے۔ اور لوگون کو راہ راست پر لائے۔ خداوند تعالے کی بے انتہا رحمتون مین سے ایک یہ ہے کہ اوسنے ایسا پیغمبر بہیجا جو "رحمۃ للعالمین" کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ جس کی سچی اور بے مثل تعلیم نے دنیا کو ضلالت اور گمراہی سے نکالا۔ اور اسلام کے نور نے تمام عالم کو منور کردیا۔

تعلیم دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو مثال سے اور دوسری تلقین و تدریس سے۔ مثال کی تعلیم سے مراد ہے کہ انسان کا رویہ ایسا اچھا ہو کہ لوگ اوسکو دیکھکر اتباع کرین۔ اور نیک بنجائین۔ اور سب سے زیادہ موثر یہی تعلیم ہے اور دوسری تعلیم اوامر و نواہی شریعت کا علم سکھانا ہے جو وحی اور الہام ربانی کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو۔

مثالی تعلیم پر غور کرنے کے لئے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری اور واقعات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور حقائق شریعت معلوم کرنے کے لئے قرآن و حدیث کا علم ضرور ہے۔ یہ ناممکن بات ہے کہ مین ایسے تنگ وقت اور چھوٹے خطبہ مین ان دونون باتون کا بیان بشرح وبسط کرسکون۔ مین صرف مثال کے طور پر چند واقعات بیان کرونگا جن سے ثابت ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات مین ایسے اوصاف تھے جو انسان کامل مین ہونے چاہئین۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور آپ کی تعلیم ایسی فطرت انسانی کے مطابق ہے کہ اوسپر ہر شخص بلاتکلف چل سکتا ہے۔ اور یہی بہت بڑا ثبوت ہے آپ کے سچے پیغمبر اور آپ کے دین کے کامل ہونے کا۔

آنحضرتؐ کے واقعات زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے خلقاً آپکو صفات حمیدہ سے متصف پیدا کیا تھا۔ اور صغرسنی کے زمانہ مین بھی آپ سے کوئی ایسی خفیف حرکت صادر نہین ہوئی تھی کہ بچون سے ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ جس زمانہ مین آپ حلیمہ سعدیہ کے

گھر مین تھے اور دودھ پیتے تھے تو صرف پستان راست کا دودھ پیتے اور پستان چپ اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ آپ کے بول و براز کے ایسے وقت مقرر تھے کہ اوسیوقت آپ کو جا ضرورت پر لیجاتے۔ اور آپ کے کپڑے کبھی ناپاک نہ ہوتے اور نہ کبھی آپ کا ستر برہنہ ہوتا
آپ کے والد حضرت عبد اللہ کا انتقال آپ کی ولادت سے چند ماہ قبل ہوا تھا۔ حضرت آمنہ نے آپ کو چھہ برس کا چھوڑا تھا اسوجہہ سے آپ کے کفیل آپ کے دادا عبد المطلب ہوے۔ دو برس بعد اون کا بھی انتقال ہوگیا۔ تب ابوطالب آپ کے چچا نے کفالت کی۔ اس زمانہ مین مکہ معظمہ مین خشک سالی ہوئی۔ اور ابوطالب نے آپ کے وسیلہ سے مینہہ برسنے کی دعا مانگی۔ اللہ تعالےٰ نے خوب مینہہ برسایا۔ ابوطالب ایسے خوش ہوئے کہ صغیر سن بھتیجے کی شان مین قصیدہ لکھا جس مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ قصیدہ اب بھی موجود ہے اور واقعہ کی صداقت کی شہادت دیتا ہے۔
بارہ برس کی عمر مین انحضرت ابوطالب کے ساتھہ بسفر تجارت شام کو گئے۔ راہ مین بحیرہ راہب کے صومعہ کے پاس اتفاق قیام ہوا۔ راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا۔ اور ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر ہونے والے ہین یہود و نصاریٰ ان کے دشمن ہین انکو ملک شام مین نہ لیجاؤ۔ چنانچہ ابوطالب نے مال تجارت بصرہ مین بیچا اور بہت نفع پایا۔
جب آپ جوان ہوے تو حسن و جمال کے ساتھہ رعب و شان آپکے

چہرہ سے برستا تھا۔ لوگ آپ کا وقار کرتے تھے بڑے بوڑھے تک لحاظ کرتے تھے اور عام طور پر یہ شہرت تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹ نہین بولا۔ امانت مین خیانت نہین کی۔ کسی عورت کی طرف نظر بد سے نہین دیکھا نہ کسی کی غیبت کی نہ کسی سے ترش روئی سے کلام کیا اور تمام قوم نے آپ کے اخلاق حسنہ کے لحاظ سے آپ کو امین خطاب دیا۔

مکہ مین ایک شریف مالدار بی بی خدیجہ نامی تھین جو لوگون کو نفع مین شریک کرکے باہر بھیجا کرتی تھین۔ انہون نے اپنا مال تجارت آنحضرت کے سپرد کرکے آپ کو بصرہ روانہ کیا۔ حضرت خدیجہ کا ایک غلام اور ایک عزیز بھی آنحضرت کے ساتھ گئے راستہ مین نسطورا راہب سے ملاقات ہوئی اوس نے بھی آپکے پیغمبر ہونے کی شناخت کی اور جب مال تجارت نفع سے فروخت کرکے آنحضرت مکہ مین واپس تشریف لائے تو ان دونون شخصون نے آنحضرت کی اسقدر تعریف کی کہ حضرت خدیجہ نے آپ سے نکاح کرلیا۔

جب آنحضرت کی عمر ۳۵ سال کی تھی تو خانہ کعبہ کی مرمت شروع ہوئی۔ تمام قریش اسکی تعمیر مین شریک تھے۔ آنحضرت بھی پتھر کندھے پر لاکر پہونچاتے تھے۔ جب خانہ کعبہ بن چکا تو یہ بحث و نزاع پیدا ہوئی کہ حجر اسود کو اصل مقام کون رکھے۔ اور بہ اتفاق آنحضرت حکم قرار دئے گئے۔ آنحضرت نے چادر بچھا کر حجر اسود کو اوس مین رکھا۔ اور ہر قبیلہ کے ایک سردار سے فرمایا کہ چادر کا کونہ پکڑ لو۔ اسطرح سب نے ملکر پتھر کو اُٹھایا۔ اور آنحضرت نے سب قبائل کے وکیل بنکر اپنے دست مبارک سے اوسکو اصل جگہہ پر رکھدیا۔

اس دانشمندانہ حکمت سے سب خوش ہوگئے۔

چالیس سال کی عمر تھی اور طبیعت گوشہ نشینی کی طرف مائل تھی اکثر آپ غار حرا میں تشریف لیجاتے اور کئی کئی روز تک وہاں رہتے۔ اس عالم تنہائی میں ایک دن حضرت جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کسیقدر خوف زدہ ہوئے۔ جبرئیل نے کہا پڑھو آپ نے فرمایا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ جبرئیل نے تین بار آپ کو خوب دبوچا اور کہا پڑھو۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔[1] آپ نے پڑھا۔ آپ نے گھر تشریف لاکر یہ کیفیت حضرت خدیجہ سے بیان کی انہوں نے اپنے بھائی ورقہ سے دریافت کیا۔ ورقہ نے کہا کہ خوف نہ کرو وہ فرشتہ حضرت جبرئیل ہیں اور محمد پیغمبر خدا ہیں۔

جب آپ کو احکام الٰہی کی تعلیم کا حکم ہوا تو آپ فوراً احکام خدا پہونچانے کے لئے تیار ہوگئے اور سب سے پہلے حضرت خدیجہ کو دعوت اسلام کی وہ فوراً ایمان لے آئیں اور اوسی روز حضرت علی ابن ابی طالب بھی ایمان لائے اور زید بن حارث اور حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام اختیار کیا۔ اور

[1] پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا۔ بنایا آدمی کو لہو کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا۔

اسی طرح رفتہ رفتہ لوگ دائرہ اسلام مین شریک ہونے لگے۔ مکہ مین دستور تہا
کہ اگر کوئی اہم کام پیش آتا تو پہاڑ پر چڑھ کر آواز دیجاتی تھی۔ لوگ آواز
سنکر جمع ہوجاتے اور سب ملکر اوس امر اہم کا سرانجام کیا کرتے تھے۔ انحضرت
کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قبیلون کے نام لیکر سب کو پکارا۔ سب
دوڑتے ہوئے آئے۔ اور سمجھے کہ کوئی امر اہم پیش آیا ہے۔ جب
سب جمع ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا۔ "لوگو اگر مین تم سے کہون کہ پہاڑ
کی دوسری طرف ایک بڑا لشکر اس لئے چھپا ہے کہ دفعتاً تم پر حملہ کرے
اور تم کو تباہ کر دے تو کیا تم اوسے باور کروگے۔ لوگون نے جوابدیا
بے شک اے محمدؐ تم سچے ہو اور ہم لوگون نے تم سے کبھی جھوٹ
نہین سنا۔ آنحضرت نے کہا کہ پیچھے عذاب سخت آنے والا ہے۔
جو بغیر توحید کے دفع نہین ہوسکتا۔ یہہ سنکر وہ لوگ متفرق ہوگئے۔
اور ابولہب نے کہا کہ کیا ہمکو اسی واسطے جمع کیا تہا۔" اوس روز سے
لوگ رسول خدا کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ اور طرح طرح سے
ایذائین دینی شروع کر دین۔ وہ تو آنحضرت بڑے بردبار۔ متحمل
اور رحم مجسم تھے ورنہ ایک بد عا اون سب کا خاتمہ کر دیتی۔ مگر آپ
تمام ایذائین سہتے اور لوگون کی اصلاح حال کے لئے برابر کوشش
فرماتے تھے۔ جب مسلمان بہت تنگ ہوئے اور اہل مکہ نے اون کو
ستانے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تو بعض نے آنحضرت کے حکم کے بموجب
ملک حبش مین ہجرت کی۔ اور دعوائے نبوت کے تیرہوین سال انحضرت

نے بھی مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی ۔ کیونکہ مدینہ مین بہت سے خوش اعتقاد مسلمان جمع تھے ۔ اور وہان کے لوگ ہر سال مکہ مین آکر بیعت کرتے تھے ۔ اہل مدینہ کے مسلمان ہونے اور مکہ سے مسلمانون کے ہجرت کرنے سے کفار قریش بہت خائف ہوے ۔ اور اون کو ڈر ہوا کہ مسلمانون نے اگر زور پکڑا تو ہم سے ضرور بدلا لینگے ۔ اس لیئے کفار نے یہہ مشورہ کیا کہ آنحضرت کو شہید کر دین ۔ ایک شب چند منتخب اشخاص آنحضرت کے گھر پر آے اور اودہر اودہر وقت اور موقعہ کی تلاش مین ٹہلنے لگے ۔ آنحضرت کو پہلے جبریل چکی تھی اور ہجرت مدینہ کے لئے حکم خدا بھی ہو چکا تھا آپ نے اپنی خوابگاہ پر حضرت علی کو سلا دیا ۔ اور خود حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ غار ثور مین جا چھپے ۔ کفار نے تعاقب کیا لیکن غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا ۔ اور کبوتر نے انڈے دیئے کفار نے خیال کیا کہ اس غار مین کوئی آدمی نہین ہے ۔ وہ غار تک جاکر پھر آئے ۔ تین دن کے بعد آنحضرت غار سے باہر تشریف لائے اور مدینہ طیبہ کیطرف تشریف لے گئے ۔ مدینہ مین لوگون نے بڑے اہتمام سے آنحضرت کا استقبال کیا ۔ اور مہاجرین کو اپنا دینی بھائی بنایا ۔ مسلمانون کا مدینہ مین نقل مکان کرنا بڑا مبارک ہوا ۔ اسلام کو روز بروز ترقی ہوتی گئی ۔ اور ہر قوم کے اکابر اسلام مین شریک ہونے لگے ۔ اللہ تعالے نے مسلمانون کو نمایان فتوحات عطا فرمائین ۔ اور ہر ایک لڑائی مین اگرچہ مسلمانون کی تعداد کم ہوتی تھی لیکن غلبہ اور فتح ان کے ہاتھ رہتی تھی ۔ اکثر لڑائیون مین رسول خدا

بہ نفس نفیس شریک ہوتے تھے۔ جن مین غزوہ بدر۔ غزوہ احد۔ غزوہ خندق غزوہ خیبر۔ اور فتح مکہ بہت مشہور ہین۔

آنحضرت جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو فقط ایک حضرت ابو بکر ساتھ تھے اور سوائے خدائے ذوالجلال کے کوئی معین و مددگار نہ تھا۔ فتح مکہ کے بعد آپ مکہ مین اس حیثیت سے داخل ہوئے کہ بڑے بڑے سرکشون کی گردنین آپ کے سامنے خم تھین اور ہر طرف اسلام کی نمایان فتوحات نے اپنا ڈنکہ بجا رکھا تھا یہ سب کچھ تھا مال و دولت اسباب غنیمت کی روز افزون کثرت تھی جاہ و جلال بڑھتا جاتا تھا۔ ملک مین روز بروز وسعت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ اور عرب کے بڑے بڑے سردار گردن اطاعت خم کرنے لگے تھے۔ لیکن چونکہ آنحضرت رسول برحق تھے ان ظاہری اسباب کی آپ کو کچھ پرواہ نہ تھی۔ توکل۔ انکسار۔ تواضع جیسا پہلے دن آپ کی طبیعت مین تھا۔ ویسا ہی آخر تک رہا۔ توکل کا تو یہہ عالم تھا کہ دوسرے دن کے لئے آپ اپنے پاس کچھ نہ رکھتے تھے سب دوسرون کو دیدیتے۔ فرماتے تھے کہ ذخیرہ کرنا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے۔

عدالت کی یہ کیفیت تھی کہ جنگ بدر مین آنحضرت نے ایک شخص کو دیکھا کہ بے قاعدہ کھڑا ہے آنحضرت نے اوسے چھڑی سے ہٹانا چاہا۔ چھڑی اوس کے سینہ پر لگی اوس نے آنحضرت سے کہا مجھکو آپنے بے قصور مارا اوس کے عوض قصاص دیجئے۔ آپ نے فوراً اپنا سینہ

کھول دیا۔ اوس نے لپک کر سینہ پر بوسہ دیا۔ آنحضرت نے متحیر ہو کر اس حرکت کا سبب پوچھا اوس نے جواب دیا کہ مین جب لڑائی مین آیا تو جان سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ میرے لئے یہ بڑی نعمت ہے کہ مرتے دم میرے ہونٹ جسم اطہر سے چھو جائین۔

جنگ بدر کے قیدیون مین حضرت عباس بھی شامل تھے جو آنحضرت کے چچا تھے۔ اون کے ہاتھ بہت سخت بندھے ہوئے تھے اون کے چلّانے کی آواز سے آنحضرت کو تکلیف ہوتی تھی۔ کسی شخص نے اون کے ہاتھ ڈھیلے کر دے وہ خاموش ہوئے تو آنحضرت نے سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عباس کے ساتھ رعایت کی گئی ہے۔ چونکہ صرف اپنے رشتہ دارون کے ساتھ رعایت کرنا عدالت کے خلاف تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سب قیدیون کے بند کھول دو۔

فتح مکہ کے بعد قیام مکہ کے زمانہ مین ایک بڑے گھرانے کی عورت چوری کے جرم مین گرفتار ہوئی۔ آنحضرت نے اوس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا بہت سے لوگ سفارشی ہوے آنحضرت نے فرمایا کہ امیر و غریب سب کے ساتھ اللہ کے حدود مساوی ہین۔ اس کے بعد وہ عورت نیک چلن رہی۔ آنحضرت اوس پر مہربان رہتے تھے۔

ایک مسلمان عورت حاضر ہوئی اور سنگسار ہونے کی درخواست کی۔ کیونکہ اوس کو حرام کا حمل تھا۔ لڑکا پیدا ہوا اور دودھ مان کا پیتا رہا۔ جب وہ غذا کھانے لگا اوسوقت

وہ عورت سنگسار کی گئی۔ عدالت کا اقتضا یہہ تھا کہ وہ سنگسار کی جائے۔ لیکن بدینوجہ کہ وہ اپنے جرم سے منفعل تھی اور اوسنے باقی عمر شرافت سے گذاری۔ پیغمبر خدا نے اوس کے جنازے کو حرمت کے ساتھہ اوٹھایا۔ اور ایسا برتاؤ کیا گویا وہ توبہ کر کے گناہون سے پاک ہو گئی۔

ہم دیکھتے ہین کہ جن لوگون مین عدالت کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے۔ اون مین جرم بخشی اور رحم کی قوت کمزور ہوتی ہے۔ لیکن انحضرت مین اعلےٰ درجہ کی عدالت اور اعلےٰ درجہ کا رحم اور مروت تھی جو ہمیشہ اپنے اپنے موقعہ پر ظاہر ہوتی تھی۔ اور یہ حضور انور کے انسان کامل ہونیکی بین دلیل ہے۔ آنحضرت نے کبھی کسی کو سزا نہین دی مگر حد شرع جاری کرنے کیلئے کوئی کافر خواہ اوس نے زمانہ کفر مین کسی قدر اذیت کیون نہ پہونچائی ہو جب مسلمان ہو جاتا تھا تو اوس کے سارے قصور معاف ہو جاتے تھے۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے امیر حمزہ کے قتل پر انعام مقرر کیا تھا جنگ احد مین جب حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے تو ہندہ نے اونکا کلیجہ نکالکر چبایا۔ آنحضرت کو امیر حمزہ سے بہت محبت تھی۔ آپ کو کمال ملال ہوا۔ اور فتح مکہ کے بعد انحضرت نے اوسکا خون مسلمانون کو جائز کر دیا تھا لیکن وہ مسلمان ہو گئی اور قتل سے بچ گئی۔

خود ابوسفیان نے مسلمانون سے بارہا جنگ کی تھی لوگون کو رسول اللہ کے

خلاف آمادہ کرتا اور طرح طرح کے فتنہ و فساد برپا کرتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کی تو وہ تفحص حال کے لئے مکہ سے باہر نکلا۔ اور لشکر اسلام کی شان و شوکت کو دیکھکر متحیر رہ گیا۔ حضرت عباس کے کہنے سے وہ طالب امان ہوکر انحضرت کے پاس آیا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق اور مروت دیکھئے کہ آپ نے اوس کے سارے پچھلے جرم نظر انداز فرما دئے۔ اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو یا کعبہ مین چلا جائے یا اپنے گھر کے کواڑ بند کرلے یا بلا ہتیار لگائے سامنے آئے مسلمان اوسکو قتل نہ کرین۔

عبد اللہ بن سعد کاتب وحی منافق تھا اور وحی کے الفاظ بدل دیتا تھا۔ انحضرت نے اوسکا خون ہدر کر دیا تھا۔ لیکن جب وہ خطا معاف کرانے حاضر ہوا تو آپ نے اوسے بخشدیا۔ اگرچہ یہ معافی بہ اکراہ تھی لیکن نبوّت کی شان سے بعید تہا کہ کوئی مجرم معافی چاہے اور نہ بخشا جائے۔

جس حبشی نے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تہا وہ بھی مسلمان ہو گیا اور اُسکا قصور معاف ہوا۔ آج کوئی ہے جو اپنے مخالفون کے ساتھہ ایسا فیاضانہ برتاؤ کرنیکا حوصلہ رکھتا ہو۔؟

سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کسی شخص کی تکلیف آپ سے دیکھی نہ جاتی تھی۔ اور آپ اوسکی ضرور مدد فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت نے جابر کا اونٹ خریدا۔ جابر تنگدست آدمی تھے اونٹ بھی اون ہی کو دے دیا۔

تحمل کی کیفیت یہ تھی کہ مکہ مین جب آپ نے دعوت اسلام شروع کی تو کفار نے طرح طرح کی ایذائین دینی شروع کین ابولہب اور اوسکی بیوی تو سخت بے ادبیان کرتے تھے۔ پتھر مارتے تھے راستہ مین کانٹے بچھا دیتے تھے۔ برا بھلا کہتے تھے۔ ساحر مشہور کرتے تھے۔ مگر آپ تحمل و برداشت فرماتے اور بددعا نہ کرتے۔

ایک دفعہ ابوطالب نے آنحضرت سے کہا کہ مجھمین قریش سے لڑنے کی طاقت نہین ہے تم اپنی جان کو خطرہ مین نہ ڈالو اور قریش کے معبودونکو برا نہ کہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر آسمان سے آفتاب اور ماہتاب اتر آئین جب بھی مین باز نہین رہ سکتا۔ اگر آپ میری مدد نہین کرتے تو اللہ کی مدد مجھکو کافی ہے۔

آنحضرت پر تو لوگون کی ایذارسانی اور مخالفت کا کیا اثر ہوتا۔ کوئی مسلمان بھی اسکی پروا نہ کرتا تھا جو سچے دل سے ایکبار اسلام لے آتا پھر کوئی تدبیر اوسے اسلام سے پھیر نہ سکتی تھی حضرت بلال حبشی ایک کافر کے غلام تھے حضرت ابوبکر نے دیکھا کہ اون کے مالک نے انکو گرم ریت پر لٹایا۔ اور ایک گرم پتھر اون کے پیٹ پر رکھا تا کہ وہ دین اسلام سے باز آجائین۔ لیکن حضرت بلال اوس تکلیف کی پروا نہ کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اون کو خرید کر آزاد کردیا۔ حضرت بلال مرتے دم تک مسلمانون کے ساتھ رہے اور آنحضرت کی خدمت گذاری مین اپنی عمر بسر کی۔ جنگ بدر مین معاذ صحابی نے ابوجہل پر حملہ کیا۔ ابوجہل کے بیٹے

عکرمہ نے ایک تلوار معاذ کے ہاتھ پر ماری ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا - معاذ نے اپنے لٹکتے ہوئے ہاتھ کو پاؤن کے نیچے دباکر علیحدہ کردیا اور دوسرے ہاتھ سے ابوجہل کو قتل کیا -

ارض بلقا کا عامل عیسائی تھا - وہ مسلمان ہوگیا بادشاہ روم نے اوسے بہتیرا دھمکایا مگر جب اسلام ایک دفعہ دل مین گھر کرجائے تو کب نکلتا ہے - آخر شہید ہوا اور اسلام نہ چھوڑا -

طائف کے بادشاہ نے خدائی کا دعوے کیا - لیکن خدا نے اوس کو ہدایت کی اور حضرت ابوبکر کے عہد مین وہ مدینہ مین آکر مسلمان ہوا - اور بادشاہت لات مارکر فقیرانہ زندگی بسر کرنے لگا - یہ ہے اسلام کا اثر اور اوس کی محبت - آجکل کی طرح نہین کہ حاکم کے خوف کے مارے نماز تک قضا کردین - جب ہی اون لوگون کی عظمت و ہیبت یہ تھی کہ جب وہ ایران وحبش مصر وشام کے بادشاہون کے پاس ایلچی بنکر گئے تو بادشاہون کی دل ان ایلچیون کو دیکھکر مرعوب ہوتے تھے - اور وہ بادشاہون سے ڈرا نہ دبتے تھے -

تو ہم گردن از حکم داور نہ پیچ ۔۔۔ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

زمانہ کفر مین بھی حضرت عمر بہت سخت تھی ابوجہل نے کہا کہ جو کوئی محمد کو قتل کرے مین اوسکو سو اونٹ انعام دونگا حضرت عمر نے قتل رسول اللہ کا بیڑا اوٹھایا - راستہ مین ایک شخص نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو - تمہاری بہن اور بہنوئی دونون مسلمان ہوگئے حضرت عمر اپنی بہن کے ہان گئے کہ پہلے اون ہی کو

قتل کرین۔ جبوقت حضرت عمر مکان پر پہونچے تو وہ سورہ طٰہٰ پڑہ رہی تھین حضرت عمر نے اون کو مارنا شروع کیا۔ اون کا چہرہ خون آلود ہوگیا۔ بہن نے کہا کہ خواہ آپ ہمین مارڈالین۔ ہم تو اسلام نہ چھوڑینگے۔ بہن کی یہہ حالت دیکہکر ذرا اون کو رحم آیا اور عبرت ہوئی اور کہا کہ اچہا وہ کاغذ مجھے تو سناؤ جو تم پڑہ رہی تھین انہون نے سورہ طٰہٰ سنائی۔ حضرت عمر پر رقت طاری ہوئی اور کہنے لگے کیا اچہا کلام ہے اوسی وقت تلوار اپنے گلے مین ڈالی اور آنحضرت کی خدمت مین آکر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ اسکے بعد جیسی قوت اور وسعت اسلام کو حضرت عمر کے سبب حاصل ہوئی اوسکی شہادت تاریخ کے صفحون سے قیامت تک نہین مٹ سکتی۔

پیغمبر کی نشانیون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ اوسکی پیشین گوئیان ہمیشہ صحیح ہون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسقدر پیشین گوئیان فرمائین سب صحیح ثابت ہوئین۔ کسرے شاہ فارس کے پاس جب آنحضرت کا نامہ دعوت اسلام پہونچا تو وہ بہت بدد ماغ ہوا اور باذان گورنر یمن کو لکہا کہ عرب مین جس شخص نے دعوے پیغمبری کیا ہے اسے گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو۔ باذان نے دو شخصون کو آنحضرت کی گرفتاری کے لئے مقرر کیا۔ مدینہ مین جب یہ دونو شخص آئے تو آنحضرت سے کہنے لگے کہ خیریت اس مین ہے کہ تم اپنے تئین کسرے کے پاس پہونچادو ہے کہتے تو کہہ دیا مگر پھر ان پر اسقدر ہیبت طاری ہوئی کہ وہ بمشکل اپنے تئین سنبہال سکے دوسرے دن رسول اللہ نے اون سے فرمایا کہ

جس شخص نے مجھے بلایا تھا وہ آج رات کو مارا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے
اوس کے بیٹے شیرویہ سے اوس کا پیٹ چاک کروادیا۔ جاؤ باذان
سے یہ حال کہو اور کہو کہ ہمارا دین عنقریب ایران مین پھیلا چاہتا ہے تو
اگر مسلمان ہو جائے گا تو جو کچھہ تیرے قبضہ مین ہے بدستور تیرے قبضہ مین
چھوڑ دیا جائیگا۔ یہان سے یہہ دونون شخص یہ پیغام لیکر چلے اور اودہر
باذان کے پاس کسرےٰ کے قتل کی خبر پہونچی۔ باذان یہہ سنکر مسلمان ہوا
اور ساتھہ ہی یمن اور ایران کے بہت سے آدمی مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح فتح بیت المقدس کی آپ نے خبر دی۔ حضرت عمر کے
زمانہ مین بیت المقدس فتح ہوا۔ اسی طرح بہت سی پیشین گوئیان ہین جو
صحیح ثابت ہوئین۔

یہ تو آنحضرت کے ذاتی اوصاف تھے جنکا مثل نہین مل سکتا۔ آپ نے
جو تعلیم فرمائی اور جن کو احکام شریعت کہتے ہین۔ وہ بھی ایسے عمدہ اور اعلیٰ درجہ
کے ہین کہ کوئی مذہب اسلام کے پایہ کو نہین پہونچ سکتا۔ اُنمین
سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہین۔ اور
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے مدبّر کی طرف سے حکم کئے گئے ہین
جو فطرت انسانی کا بنانے والا ہے۔ قران شریف نے صاف صاف
ظاہر کر دیا ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہین دیتا۔ مگر اوس کے حوصلہ کے موافق

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہین چاہتا - بلکہ تمکو صاف ستھرا رکھنا چاہتا ہے - اور (نیز) یہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنا احسان پورا کرے - تاکہ تم (اوسکا) شکر کرو -

تعلیم اسلامی مین سب سے پہلے توحید کو لیجیئے خدا کی توحید جیسی اسلام نے ظاہر کی ایسی کسی مذہب مین نہین پائی جاتی -

لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا تم کو لازم ہے کہ تم کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹھہراو -

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ - ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ -

اللہ تعالے کے سوا کسی کی حکومت نہین ہے - اوس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ سوائے اوس کے کسی کو نہ پوجو یہی سیدھا راستہ ہے مگر اکثر لوگ نہین جانتے -

وحدانیت کا سبق پڑھانے کے علاوہ قرآن شریف نے انسان کو سکھایا کہ وہ اپنی عقل کو کام مین لائے اور مظاہر قدرت مین غور و فکر کرے - اور کائنات کا بنظر امعان مشاہدہ کر کے خالق حقیقی کی قدرت اور حکمت کا علم حاصل کرے -

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ
وَفِیْ خَلْقِكُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ
لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ - وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ
النَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ
رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ
یَّعْقِلُوْنَ -

بے شک ایمان والون کے لئے آسمان وزمین مین (قدرت خدا کی بہتری ہی نشانیان ہین - اور (لوگو) تمہارے پیدا کرنے مین اور جانورون مین جن کو (وہ روے زمین پر) پھیلاتا رہتا ہے (قدرت خدا کی بہتری ہی) نشانیان ہین (مگر) اون ہی لوگون کے لئے جو یقین لانے کی صلاحیت رکھتے ہین - اور نیز رات و دن کی آمدوشد مین اور وہ جو خدا آسمان سے (سرمایہ) رزق (یعنے پانی) اتارتا اور اوس کے ذریعہ سے زمین کو اوس کے مرے پیچھے زندہ کردیتا ہے - اوس مین اور ہواؤن کے ردوبدل مین (قدرت خدا کی بہتری) نشانیان ہین - مگر اون ہی لوگون کے لئے جو عقل رکھتے ہین -

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ انسان کی عقل ایسی کامل اور انسان کا علم ایسا وسیع ہے کہ وہ قدرت الٰہی کی تمام کنہ حقیقت کو سمجھہ سکتا ہے صنعت کو دیکھکر صانع کی کچھہ حقیقت ہم کو معلوم ہو سکتی ہے - ہمارے

سامنے یہ کتاب رکھی ہے ہم یہہ جانتے ہین کہ اس کا کاتب خوشنویس تھا اوسکو تصویرین اور لوح پر بیل بوٹے بنانے آتے تھے۔ کتاب کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تہذیب کتاب کے فن سے واقف تھا۔ لیکن اوسکی تمام خصائل و اوصاف کا ہم کو علم نہین ہوسکتا۔ ہمین معلوم نہین کہ وہ سخی ہے یا بخیل۔ خوشرو ہے یا بدصورت۔ فن موسیقی سے واقف ہے یا جاہل غرض ہم کو اوس کا بہت تھوڑا علم حاصل ہے۔ پس خداوند تعالے کی بے انتہا قدرت کا کون صحیح اندازہ کرسکتا ہے۔

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

قران شریف مین پیغمبر کا جہان کہین ذکر آیا ہے تو اس غلط فہمی کو مٹانے کے لئے کہ لوگ پیغمبر مین شان الوہیت نہ سمجھنے لگین پیغمبر کی عبدیت کو ضرور ظاہر کردیتا ہے۔

قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ۔

کہدے مین تم سے یہہ نہین کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانہ ہین اور مین غیب نہین جانتا۔ اور نہ مین یہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ ہون۔ مین تو اوس پر چلتا ہون جو اللہ کی طرف سے مجھکو حکم ہوا ہے۔ رسول اللہ کے زمانہ سے پہلے بعض لوگون نے خدائی کا دعوے کیا۔ جیسے فرعون۔ نمرود۔ شداد وغیرہ بعضون مین انسانیت کے ساتھہ الوہیت بھی

تسلیم کی جاتی تھی۔ جیسے یہودی حضرت موسیٰ کو عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا فرزند مانتے ہین ہندو کرشن جی اور رامچندرجی کو خدا کا اوتار خیال کرتے ہین۔ لیکن اسلام نے توحید کا ڈنکا اس زور سے بجایا کہ جو شخص اسلام پر ایمان لایا وہ اور جو نہ لایا وہ سب ہی کی تو سمجھ مین آگیا۔ کہ انسان خدا نہین ہو سکتا۔ چنانچہ بعثت نبوی کے بعد سے آجتک کسی شخص نے خدائی کا دعوے نہین کیا۔ ہم دن بھر مین پانچ وقت جب خداوند عالم کے سامنے سجدۂ عبودیت بجا لاتے ہین تو رسول اللہ کے انسان ہونے کی شہادت التحیات مین اسطرح دیتے ہین۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ

کہدے مین اور کچھ نہین تمہاری طرح ایک آدمی ہون مجھپر خدا کیطرف سے وحی نازل ہوئی ہے ہم سب کا خدا ایک ہی ہے پس اوسی کی طرف منہہ کرکے رہو۔ اور اوس سے اپنے گناہون کی معافی چاہو۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ہم نے تم کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا کرکے بھیجا۔

دوسری طرف اون احکامات شرع کو لیجے جو انسان کی روزمرہ زندگی منزلی اور تمدنی حالت سے تعلق رکھتے ہین اور باہمی معاملات اور تعلقات کو

درست رکھنے کے لئے صادر فرمائے گئے ہین تو معلوم ہوگا کہ وہ نہایت سہل نہایت معتدل اور انسانی جبلّت کے عین مطابق ہین - اور اگر بنی نوعِ انسان بطور کامل اون پر کاربند ہو تو پھر کسی قانون کی حاجت نہین رہتی -

شخصی علم اخلاق کے تین بڑے حصہ ہین - اول تزکیہ نفس دوسرے اہل منزل کے ساتھہ حسن سلوک - تیسرے تمام گروہ انسانی کے ساتھہ جن سے کسی طرح سابقہ پڑے عدالت کا برتاؤ - قران شریف نے ان تینون ابواب مین ایسی کامل ہدایتین کی ہین کہ اگر سب افراد قوم اون پر کاربند ہون تو ناممکن ہے کہ اون کی زندگی بہترین زندگی نہ ہو اور وہ دنیا کی سردار نبکر نہ رہین -

انسان کا قاعدہ ہے کہ دوسرون کو تو نصیحت کرنے پر جلدی آمادہ ہوجاتا ہے لیکن اپنے عیوب کی خبر نہیں لیتا - ایسے لوگون کو خدا نے لئے سے اگاہ کیا ہے -

اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

تم لوگون کو تو کہتے ہو نیکی کرو - اور اپنی خبر نہین لیتے -

تہذیب نفس کی خوبی یہہ نہین ہے کہ لوگون کے دکہانے کو انسان سے اعمال حسنہ صادر ہون بلکہ تزکیہ نفس اوس وقت تک کامل نہین ہوتا جب تک کہ برائی سے بالطبع نفرت نہ ہو اور جہان دوسرون کے دیکھنے کا کھٹکا نہو وہان بھی انسان برائی سے بچے اس لئے حکم فرمایا گیا ہے -

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔ بے شرمی کی باتین کھلی ہون یا ڈھکی اون کے پاس بھی نہ پھٹکو۔

صداقت اور عدالت نفس کا بہت بڑا جوہر ہے لیکن عموماً انسانون مین رائج ہے کہ اپنون کی پاسداری اور رعایت کیا کرتے ہین اللہ تعالیٰ اون سے ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۔

مسلمانو — انصاف پر مضبوطی کے ساتھہ قائم رہو۔ اورخدا سے ڈرکر گواہی دو۔ اگرچہ یہہ گواہی تمہارے اپنے۔ یا مان باپ اور رشتہ دارون کے خلاف ہے دکیون نہ ہو۔

جو لوگ اعمال حسنہ کے پابند ہین۔ اون کو قرآن شریف مین جابجا خوشخبری دی گئی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۔ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ۔

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اون کو ہم باغون مین لیجائینگے

جن سے تلے نہریں بہہ رہی ہوں گی - وہ ہمیشہ اون مین رہین گے - یہ اللہ تعالے کا سچا وعدہ ہے اور اللہ تعالے سے بڑھکر بات کا سچا اور کون ہے ۔

تزکیہ نفس کے بعد دوسرا درجہ اہل منزل کے ساتھہ حسن سلوک کا ہے منزل سے مراد انسان کا وہ گھر ہے جہان وہ اپنے قریبی رشتہ دارون مثلا والدین بیوی بچون کے ساتھہ رہتا ہے - نوکر چاکر لونڈی غلام اور روپیہ پیسہ کا انتظام سب تدبیر منزل مین داخل ہے - منزل کے عمدہ انتظام کا اصول یہ ہے کہ سب اہل منزل کے حقوق کا خیال رکھا جائے اور لوگون مین عدالت نہین - بلکہ محبت اور ایثار قائم ہو کسی شخص کے گھر کی حالت جسقدر زیادہ عمدہ ہو گی - اوسیقدر اوسکو آرام وراحت تسکین قلب حاصل ہوگا - قرآن شریف نے اہل منزل کے ساتھہ حسن سلوک کی تعلیم بہت شرح وبسط کے ساتھہ دی ہے اور ہر ایک کی مرتبہ کے موافق اوس کے ساتھہ سلوک کرنا سکھایا ہے ۔

والدین کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اس لئے ارشاد ہوا -

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اور ماں باپ سے بھلائی کرو **إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا** اور اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہونچ جائین ایک یا دونو تو اون کو اُف تک نہ کہہ اور اون سے ادب سے بات کر۔

بی بی سے راحت و آرام ملتا ہے اوس کے لئے فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

اور اوسکی نشانیون سے یہ ہے کہ بنادے تم کو تمہاری قسم سے جوڑے تاکہ چین پکڑو اون کے پاس اور رکھا تمہارے درمیان محبت اور رحمت

روپیہ کو تدبیر منزل اور انتظام تمدن مین بہت بڑا دخل ہے اوس کے لئے ہدایت فرمائی گئی ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا

اور اپنا ہاتھ نہ اتنا سیکڑو (گویا) گردن مین بندھا ہے۔ اور نہ بالکل اوس کو پھیلا ہی دو۔ ایسا کروگے تو تم ایسے بیٹھے رہ جاؤگے کہ لوگ تم کو ملامت بھی کرینگے (اور تم تہی دست بھی ہو گے)

اب تمدن کو لیجئے۔ کوئی شخص جس نے تعلیم اسلام اور تاریخ اسلام کو ذرا بے تعصبی سے مطالعہ کیا ہوگا۔ اس واقعہ سے انکار نہین کرسکتا کہ اسلام نے جاہلون کو عالم وحشیون کو مہذب خانہ بدوشون کو متمدن بنادیا۔ یہ مسلم ہے کہ اسلام سے زیادہ کسی مذہب نے دنیا مین تمدن قائم نہین کیا۔ اوس نے یہ آواز بلند سب کو بتادیا۔ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ اسلام مین رہبانیت نہین ہے۔

ترقی تمدن کی پہلی ضروری شرط یہ ہے کہ ملک مین امن ہو۔ اس لئے

حکم فرمایا۔
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا
اور ملک میں انتظام کے درست ہوئے پیچھے فساد نہ پھیلاؤ۔
وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ فتنہ (و فساد) پھیلانا قتل سے بدتر ہے

تمدن کی ترقی کی دوسری شرط عدالت ہے لیکن جسطرح عدالت تمام تمدنی خرابیوں کی جامع ہے ظلم تمام تمدنی خرابیوں کی جڑ ہے۔ اسلام نے ہر موقعہ پر عدالت قائم رکھنے کا سختی سے حکم دیا ہے۔ جو لوگ صاحب اختیار اور برسر حکومت ہیں اون کو فرمایا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ جب تم لوگوں میں حکم ہو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔

انسان کا قاعدہ ہے کہ جب وہ بدلہ لینے پر کھڑا ہوتا ہے تو غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پوری قوت صرف کرتا ہے۔ اسلام نے اس سے منع کیا اور فرمایا۔
وَقَاتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔ جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے راستہ میں اون سے لڑو۔ اور زیادتی نہ کرنا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ قاتل کو بطور

قصاص قتل کرنے کی تعلیم انسان کو دیجائے۔ قاتل کا قصور عفو کرنے کی تعلیم انسان کو کیون نہ دیجائے۔ کیونکہ عفو کا مرتبہ قصاص سے برتر ہے اور اوس مین بہت زیادہ رحم ہے۔ لیکن جو لوگ علم سیاست سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ ظالم پر رحم کرنا ظلم کو ترقی دینا ہے۔ اور جب ظلم بڑھ جائے گا تو تمدن کی بنیادین کھوکھلی ہوجائین گی۔ اس لئے خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يٰا ولِی الالبَاب لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ اور عقلمندو قصاص (کے قاعدے) مین تمہاری زندگی ہے۔ (اور اس غرض سے جاری کیا گیا ہے) تاکہ تم خونریزی سے بچو

تمدن کا بڑا جزو معاملات ہین۔ اور معاملات مین خرابی اس وجہ سے پڑی ہے کہ لوگ اپنے قول وقرار پر قائم نہین رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یاایُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۔
مسلمانو اپنے اقرارون کو پورا کرو۔ تمام قانون معاہدہ جو آج کل عدالتون مین جاری ہے اسی آیت کی شرح ہے۔

تمام احکامات قران شریف کا ایسے چھوٹے سے خطبہ مین بیان کرنا تو ناممکن ہے۔ سامعین کو چاہئے کہ قران شریف پڑھین اور سمجھ کر پڑھین اکثر مسلمان احکام قرآن کو بھول گئے ہین اور اسی وجہ سے ذلت وخواری مین ہین اور اسی وجہ سے روز بروز ان مین تنزل آتا جاتا ہے۔ ورنہ قران

شریف پر عمل تو وہ چیز ہے کہ صرف عالم اور پرہیزگار ہی نہین بلکہ دنیا کا سرتاج اور دنیا کا حکمران بنا کر چھوڑتا ہے۔

غرض آنحضرت صلعم کی تعلیم اور صفات ظاہری و باطنی پر نظر غائر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا جامع کمالات شخص پیدا نہین ہوا جو پیغمبر بھی ہو۔ سپاہی بھی ہو۔ مقنن بھی ہو۔ بادشاہ بھی ہو اور ساتھ ہی فقیر بھی ہو۔

انسان مین دو طرح کی شرافت ہوتی ہے ایک تو شرافت ذاتی دوسری شرافت نسبی۔ آنحضرت کی شرافت ذاتی کی تو مختصر سی کیفیت مین سنے عرض کی شرافت نسبی کا حال سنئے کہ یہ شرف بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو اعلےٰ درجہ کا عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انبیا مین سے حضرت شیث حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام آپ کے اجداد مین ہین حضرت اسمٰعیل کی اولاد مین عدنان اور اونکی اولاد مین فہر جن کا دوسرا نام قریش تھا پیدا ہوئے۔ قریش کی آٹھوین پشت مین ہاشم تھے جن کی بیٹے عبد المطلب آنحضرت کے دادا اور اون کے بیٹے عبد اللہ آنحضرت کے والد تھے۔ بنی قریش کو دوسرے بنی اسمٰعیل پر بسبب حکومت فوقیت حاصل تھی۔ اور جب قریش کی اولاد مین مکہ کی حکومت اور کعبۃ اللہ کی نگرانی ہاشم کو ملی تو بنی ہاشم دوسرے بنی قریش پر افضل ہوگئے اسی طرح آنحضرت کا سلسلۂ نسب ہمیشہ ایسے اشخاص مین رہا جو زیادہ

بزرگی رکھتے تھے۔ حضرت آدم سے ہاشم تک ۸۷ پشت ہوتی ہین جن مین ۶ پیغمبر تھے۔

جب وہ ودیعت ربانی جسکو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ مین منتقل ہوتے ہوتے آپ کے والد حضرت عبد اللہ سے حضرت آمنہ تک پہونچی تو اوس سال بہت خیر و برکت ہوئی۔ قحط دفع ہوا مینہہ برسا۔ زمین سرسبز ہوئی یہانتک کہ اہل عرب نے اوس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا۔

ایام حمل مین حضرت آمنہ نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرے شکم مین ایسا شخص ہے جو سردار ہے عالم کا اور جب پیدا ہو تو اُسکا نام محمدؐ (صلعم) رکھنا۔ اور بوقت ولادت حضرت آمنہ کو ایسا نور دکھائی دیا جس سے اونہین شام کے مکانات نظر آتے تھے۔

ربیع الاول کی بارہوین تاریخ بوقت صبح صادق انحضرت نے اس عالم مین ظہور فرمایا۔ اور زمین و آسمان آپ کے نور سے منور ہوے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ستارے زمین کی طرف جھک آئے ہین روے زمین کے بت اوسوقت سرنگون ہوگئے۔ فارس کی آگ جو ہزارہا برس سے جل رہی تھی بجھ گئی۔ نوشیروان پادشاہ فارس کے ایوان مین زلزلہ آیا۔ اور ۱۴ کنگرے اوس کے گر پڑے اور اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت جو اپنے بندون کے راہ راست پر لانے کے لئے زمین کیطرف متوجہ تھی اسطرح ظاہر ہوئی کہ حضرت رحمۃ اللعالمین پیدا ہوے۔

در ہیں کشادہ رحمتِ ربِ کریم کے — ہیں عطر بار باغ میں جھونکے نسیم کے
خلعت بٹین گے لطفِ خداے کریم کے — تقسیم ہونگے بارِ ثوابِ عظیم کے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

یا ربِّ صل وسلم دائماً ابداً — علی حبیبک خیر الخلق کلھم[۱]

السلام اے مطلعِ نور و ضیا — السلام اے صاحبِ حلم و حیا
السلام اے نجم ثاقب السلام — السلام اے عارضت ماہِ تمام
السلام اے پیشوائے انبیا — السلام اے مقتدائے اولیا
السلام اے آنکہ کانِ نعمتی — السلام اے آنکہ ابرِ رحمتی
السلام اے مشرقِ انوارِ غیب — السلام اے ماحی ظلماتِ ریب
السلام اے ذکرِ تو ایمانِ من — السلام اے فکرِ تو درمانِ من
السلام اے ابرِ رحمت فیض بار — برتو ہم بر چار یارِ نامدار

صد سلام از ما بہر دم صبح و شام
برتو ہم بر آل و اولادت تمام

بالخیر تمت

[۱] یہ اشعار حضرت اخوند صاحب قبلہ نے یہاں درج کرنے کیلئے عنایت فرمائے تھے۔

علمی کتابیں

مصنفہ مولوی سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی

حکمت عملی

فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے اس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کے اصول بھی بیان کئے گئے ہیں اور تہذیب اخلاق ۔ تدبیر ۔ منزل سیاست مدن کے وہ مضامین درج ہیں جو انسان کی ذات میں جوہر شرافت پیدا کرنے والے اور اسکو زندگی کے مختلف مدارج ۔ مختلف زمانوں اور مختلف حالتوں میں اصول حکمت پر کاربند رکھنے والے ہیں عورتوں کی تعلیم اور حقوق کی نگہداشت کا ذکر بھی موقع بموقع کیا گیا ہے عبارت صاف شستہ رواں ہے **قیمت** تین روپیہ ہے ؎

الانسان

علم الانسان میں یہ پہلی کتاب لکھی گئی ہے ۔ جس سے انسان کے تمام قوائے نفسانی اور جسمانی اور خصوصیات طبعی کی کیفیت اچھی طرح منکشف ہوجاتی ہے علم الانسان اور مشاہدہ ذات کی تعریف اور کیفیت بیان کرنے کے بعد انسان کی جسمانی ساخت ارتقا ۔ قدامت ۔ انواع واقسام وغیرہ کے متعلق زمانہ حال کی تحقیقات کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے اور پھر احساسات اور نطق کی حقیقت بیان کرکے حیات نفس کی کیفیت اور نفس کی تمام قوتوں کا حال مشرح بیان کیا ہے ۔ علم اخلاق معاشرت وتمدن کا فلسفہ نہایت خوبی سے بیان ہوا ہے ۔ طرز بیان نہایت

قریب الفہم دلچسپ - زبان بامحاورہ اور شستہ ہے - علوم جدیدہ کی اصطلاحات نہایت عمدگی سے قایم کی گئی ہین - اور چونکہ جابجا آیات قرآن شریف سے استدلال کیا گیا ہے یہ کتاب مذہبی علمی - ادبی حیثیت سے قابل مطالعہ ہے

قیمت دو روپیہ - عہ

تمنائے دید

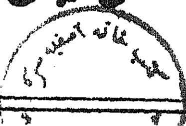
اخلاق - معاشرت و تمدن کے سبق قصہ کے پیرایہ مین سکھائے ہین - اس کتاب کے مطالعہ سے خیالات مین وسعت اور بہت سی نئی معلومات حاصل ہوتی ہے - قصہ دلچسپ اور درد انگیز ہے جس مین زندگی کے مد و جزر کی تصویرین نظر آتی ہین لطف زبان مین بے مثل ہے **قیمت** دس آنہ ۱۰/

مبادی سائنس

(مترجمہ مولوی معشوق حسین خان صاحب بی - اے) اس کتاب مین علم معدنیات نباتات اور حیوانات کا ذکر مفصل کیا گیا ہے - جس سے مخلوقات عالم کی حقیقت اور ان کی انواع و اقسام کی کیفیت معلوم ہوتی ہے - کتاب سہل دلچسپ اور مفید و جدید معلومات سے پر ہے - **قیمت** دو روپیہ عہ

اس پتہ سے طلب کرو

سجاد مرزا بیگ - بازار عیسی میان - حیدرآباد دکن



اعلان

اہل اسلام کو بشارت دیجاتی ہے کہ حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ کی تصانیف جنکی بحسب اقتضائے زمانہ نہایت سخت ضرورت ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ سے شایقین کی طلب پر روانہ کیجاسکتی ہیں

انوار احمدی - اس مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور درود شریف کے فوائد اور صحابہ کرام وغیرہم کے آداب اور چند ضروری مسائل پر نہایت محققانہ بیان کیا گیا ہے جنکی عموماً اہل اسلام کو ضرورت ہے جو اپنی خوبی و پسندیدگی کے باعث ہاتون ہاتھ تقسیم ہوچکی تھی۔ اب پھر شایقین کے تقاضے پر کرر طبع کی گئی ہے قیمت ۱۲؍

کتاب العقل - اس مین عقل کی حقیقت کھولدی گئی ہے کہ دینی ابواب مین کہانتک چل سکتی ہے اور حکمت قدیمہ و فلسفہ جدیدہ کا اثر جن مسائل پر پڑتا تھا اونکے جوابات عقلی نہایت محققانہ انداز سے دیے گئے ہین قیمت کاغذ چکنا ۱۲؍ کاغذ کھرا ۱۰؍

افادة الافہام - ہر دو حصہ یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ازالة الاوہام کا جواب ہے نہایت ہی محققانہ و مہذبانہ طرز سے جوابات دیے گئے ہین جنکے ضمن مین کئی دینی ضروری مسائل کی تحقیقات اور نیز بہت سے تاریخی حالات مندرج ہین اس کتاب کے دیکھنے سے مذہب قادیانی کے مفاسد سے بخوبی آگاہی ہوجاتی ہے کاغذ چکنا عہ؍ کھرا عہ

مقاصد الاسلام - ہر چہار حصہ جن مین اخلاق تمدن فقہ کلام فلسفہ اسلام او تصوف وغیرہ مضامین پر نہایت محققانہ اور دلکش طرز پر بحث کی گئی ہے۔ قیمت عہ؍

حقیقة الفقہ - ہر دو حصہ ائمین محققین و محدثین کے فرائض منصبی اونکے کارنامہ اور حدیث و فقہ و اجتہاد کی ضرورت نہایت مدلل طور پر ثابت کی گئی ہے خصوصاً امام اعظم رحمة اللہ علیہ کی جانفشانیان اور فضائل جو اکابر محدثین کے اقوال سے ثابت ہین نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہین قیمت عہ؍

انوار الحق - مولوی حسن علی صاحب لکچرر کی تائید الحق جو مرزا صاحب قادیانی کی تائید مین لکھی گئی ہے اس کے جواب مین یہ محققانہ رسالہ لکھا گیا ہے اس کا انداز بیان دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کس قدر دلچسپ ہے قیمت ۶؍

پتہ

حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ۔ حیدرآباد دکن بازار سلیمان جاہ انوار منزل

المعلن

ابو الوفا سید ندیم اللہ حسینی عفی عنہ (مولوی فاضل)